مولانا سعد الباقی حقانی

مسند حدیث کا چمکتا ہوا ستارہ

كل من عليها فان ويبقٰى وجه ربك ذوالجلال والاكرام

اس دار فانی کا وجود ان انفاس قدسیہ اور برگزیدہ ہستیوں کے دم قدم سے قائم ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دینی تعلیم و تعلّم، اصلاح معاشرہ اور قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کی ہوتی ہے۔ان ہستیوں میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے آسمان علم وفضل کا چمکتا ہوا ستارہ، مسند تفسیر وحدیث کا چہچہاتا ہوا عندلیب، رئیس الأتقیاء، زُبدۃ الصلحاء، بقیۃ السلف، استاذی واستاذ العلماء، امام المجاہدین، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی نوّر اللہ ضَرِیحَہٗ بھی تھے......

ہشت پہلو ہیرا

تھا امام الزاہدیں شیخ المشائخ بالیقین
داغ فرقت دے کے ہم کو شہر خاموشاں گئے
عبقریت جن کی تھی واللہ نمایاں مثل شمس
کاخ خاکی سے خدایا وہ عظیم انسان گئے

آپؒ کے تذکار گرامی کی سعادت حاصل ہونا قابل فخر اور لائق مبارکباد ہی نہیں، باعث برکت اور ذریعہ نجات بھی ہے۔آپؒ کے حضور لفظوں کے گلاب اور محبت کی سوغات نچھاور کرنا اور آپؒ کی عقیدت وعظمت میں معطر اور عشق میں ڈوبے ہوئے پھولوں کو اپنی دامن میں سمیٹ لینا، یہ سارے رنگ، یہ سارے اسلوب آپؒ کی محبت کا صدقہ ہے۔جس طرح سمندر کی موجوں کو کوزے میں، دریا کی لہروں کو قطرے میں جمع نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح آپؒ کی سیرت وعظمت مقام کو ایک نشست میں تمام وکمال بیان کرنا قطعی ناممکن ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اپنا ایک خاص قرب عطا فرمایا تھا۔دینی علوم کی نشرواشاعت میں آپؒ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔آپؒ کی ذات بابرکات کی مثال ایک ایسی ہشت پہلو ہیرہ جیسی ہے، جس کا ہر پہلو انتہائی جاندار، شاندار وتابناک اور قوی ومضبوط ہے کہ مجھ جیسے طفل مکتب کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان پہلوؤں میں سے کسی ایک پر لب کشائی کرے۔یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ آپؒ کی ذات کو ایسی صفات کا حامل بنایا۔آپؒ کے زندگی کے تمام گوشوں کو منظر عام پر لانے میں

زبان وقلم حرف عجز کا اظہار کرتے ہیں۔آپکی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر روشن ہے کہ عقل انسانی اس پر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے۔اس لئے میں حیران ہوں کہ آپکے اوصاف کے کس پہلو سے ایک ناتمام ومختصر گفتگو کا آغاز کروں......

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بیتاب دل ایک

مزاج وعادات

آپ علم وفضل ،زہد وتقویٰ اور اخلاص وللّٰہیت میں اپنے اسلاف کا کامل نمونہ تھے۔شریف مزاج اور شفقت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔جودوکرم ،صبر وتحمل ،استقلال واستقامت اور غیرت وحمیت میں اپنی نظیر آپ تھے۔آپؒ کا متوازن جسم ،بارعب چہرہ، گھنی داڑھی،ترنم خیز لہجہ غرض آپؒ کی ہر ادا روح اور جان کو بالیدگی اور ایمان کو تازگی بخشتی تھی۔سنجیدگی اور وقار ومتانت کے پیکر مجسم،حسن وجمال میں یکتا، پاکیزگی اور نفاست میں بے مثال،خوش لباس،خوش خصال اور خوش مقال ،فصاحت وبلاغت کے حامل۔جب محو تکلم ہوتے تو سماعتوں میں رس گھولتے،ہر مجلس کے میر محفل،اوصاف حمیدہ کے ایک عکس جمیل ،ایک ایسی ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت ،جن کے ہر وصف پر ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔آپؒ عبادت وریاضت اور دینی علوم کی جامعیت سے لبریز اور مسحور کن شخصیت تھے۔اوقات صلوٰۃ کی پابندی کا بھرپور اہتمام کرتے۔آپؒ عادات واطوار کے لحاظ سے نہایت نفیس اور سادہ مزاجی کے مالک تھے۔ہر کسی سے خندہ روئی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا آپکی شخصیت کا خاصہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپکو گفتار کی شرینی، زبان کی نزاکتوں اور لطافتوں سے نوازا تھا۔آپؒ فرماتے : کہ علماء کرام اور ائمہ دین کی شان میں گستاخی کرنا مناسب نہیں ۔ بلکہ ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیئے۔اگر کسی عالم سے علمی اختلاف ہو تو اسے علمی انداز میں رد کرنا چاہیئے۔اوصاف وکمالات ،تواضع وانکساری اور خشیت الٰہی آپؒ میں بطریق احسن موجود تھیں۔آپؒ اپنا ہر کام بذات خود سرانجام دینے کے عادی تھے۔اپنے گھر کے ساتھ متصل کھیت میں بنفس نفیس اور بذات خود کام کرتے اور بطور لطیفہ کہتے کہ آج کل کے کام چور مزدور میرے جیسا کام نہیں کرسکتے۔

تربیت کا انوکھا انداز

طلباء کرام جب آپؒ کی خدمت میں کام کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے ،تو ناراضگی کا اظہار فرماتے کہ تمہارا یہ وقت کام کرنے کا نہیں بلکہ پڑھائی کا ہے۔کبھی کبھار طلباء کرام بضد ہوکر آپؒ کے ہاں کام کرنے کی غرض سے جاتے تاکہ کام کے دوران آپؒ کے علمی اور قیمتی اقوال سن سکیں۔ایک دفعہ بندہ طلباء کرام کے ساتھ گندم کی کٹائی کرنے کے لئے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے اظہار ناراضگی فرمایا لیکن طلباء کرام نے عرض کیا کہ ہم اس خدمت کو باعث نجات وکامرانی سمجھتے ہیں،لہٰذا ہم نے گندم کی کٹائی شروع کی ۔آپؒ ہمارے ساتھ قریب بیٹھ

گئے۔ بندہ چونکہ گندم کی کٹائی سے واقف نہیں تھا اس لئے صحیح کٹائی نہ کرنے کی وجہ سے آپؒ کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو آپؒ نے میرے ہاتھ سے درانتی لے کر مجھے گندم کی کٹائی سکھائی کہ اس طرح کٹائی کرو۔

تعلق ومحبت

آپؒ علما وصلحا کا بہت احترام کرتے تھے۔ ہمارے خاندان (کا کا خیل میانگان) کے ساتھ آپؒ کا تعلق بہت پرانا تھا۔ ہمارے خاندان کے اکثر افراد نے آپؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ آپؒ کا ہمارے ہاں بڑے بے تکلفی کے ساتھ آنا جانا تھا۔ ایک دفعہ آپؒ میرے چچا مولانا حافظ رضا علی شاہ صاحبؒ کی وفات پر تعزیت کے لئے تشریف لائے تو بندہ نے دوران درس آپؒ کے شمائل ترمذی کے درسی افادات کو تدوینی شکل میں آپؒ کو دکھایا جو کہ اب رسالہ دررالفرید میں قسط وار شائع ہو رہے ہیں۔ تو آپؒ بہت خوش ہوئے اور بندہ کے لئے دعا فرمائی اور یہ فرمایا کہ الحمدللہ اب طلبا کرام پہلے کی بنسبت محنت زیادہ کر رہے ہیں۔ اوراب وہ اپنے اساتذہ کرام کے درسی افادات وامالی کو محفوظ کر کے اسے کتابی شکل دے رہے ہیں۔ واپسی کے دوران آپؒ نے فرمایا کہ مجھے ضرور یاد دلانا، میرے پاس شمائل ترمذی کا جو مواد موجود ہے میں آپ کو دے دونگا، تاکہ آپ اس سے مزید استفادہ کریں اور شمائل ترمذی کو بہتر انداز میں منظر عام پر لایا جاسکے۔

آپؒ کی مفسرانہ حیثیت

۱۳۷۸ھ کو آپؒ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی کے ہمراہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں دورہ تفسیر کے لئے حاضر ہوئے اور بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز کے فرمان کے مطابق دوران درس حضرت لاہوری صاحبؒ کے جملہ ارشادات وفرمودات کو حرف بحرف لکھ دیا۔ آپؒ فرماتے کہ الحمد للہ میں نے حضرت لاہوری صاحبؒ کے (۹۰) نوّے فیصد درس قرآن کو ضبط کرلیا تھا۔ حضرت کے درس سے فارغ ہوتے ہی آپؒ مسجد کے صحن میں پٹھان طلباء کو حضرت کا تمام درس پشتو زبان میں پڑھاتے۔ حضرت لاہوری صاحبؒ کے درسی افادات اور امالی کے ایک حصے کو آپؒ نے زُبدۃ القرآن کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ اس کے بعد آپؒ نے امام الاولیاء شیخ المفسرین والمحدثین حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ سے دورہ تفسیر کیلئے ان کی خدمت اقدس میں حاضری دی۔ حضرت درخواستی صاحبؒ چونکہ حافظ الحدیث تھے، اسلئے وہ تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث پر زیادہ توجہ فرمایا کرتے اور آیات سے مسائل کا استنباط فرمایا کرتے تھے، اسلئے آپؒ کو ان سے علوم نبویہ کا حظ وافر نصیب ہوا۔ حضرت الشیخؒ دوران درس تفسیر ائمہ دین کے درسی نکات کیساتھ ساتھ تفسیر حسن بصریؒ اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کے ذکر کردہ نکات بیان فرماتے۔ آپؒ کا انداز تفسیر دلنشین ،آسان اور عام فہم تھا۔ آپؒ کے دوران درس ضرب الامثال ،اشعار اور برمحل لطائف سے حلقۂ درس کشت زعفران

بن جاتا۔ بندہ سمیت ہزاروں کی تعداد میں طلباء کرام، علماء کرام اور عوام الناس آپؒ کے درس تفسیر میں حاضر ہوتے اور علوم نبویہ کا حظ وافر حاصل کر کے لوٹتے۔

آپؒ کی محدثانہ حیثیت

آپؒ جامع المعقول والمنقول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو حظ وافر عطا کیا تھا۔ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم اور قدیم وجدید کے ساتھ دنیوی اموراور معاملات میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ تحریر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو تقریر کا ملکہ بھی عطا کر رکھا تھا۔ آپؒ کی ہر تقریر اور درس کئی کتب پر بھاری ہوتا تھا۔ دوران درس جب آپؒ بولتے اور امہات کتب کے حوالہ جات پیش کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ علم کا موسوعہ (انسائیکلو پیڈیا) کھل گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ اپنے دور کے کوئی رسمی عالم یا محدث نہیں تھے، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کی عملی تصویر اور اذا رُءوا ذکر اللّٰہ کے اصل مصداق تھے۔ آپؒ علی الاطلاق شیخ الحدیث تھے۔ آپؒ کا شمار برصغیر کے ان معدود چند شیوخ الحدیث میں ہوتا ہے جو کہ واقعتاً شیخ الحدیث کہلانے کے مستحق اور اس باوقار منصب کے مظہر اتم تھے۔ آسان، عام فہم اور بہترین اسلوب تدریس کی وجہ سے آپؒ طالبان حدیث کے مرجع ومصدر بنے ہوئے تھے اور ملک وبیرون ملک سے ہر سال ہزاروں تشنگان علوم نبویہ آپؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے آپؒ کے علوم ومعارف سے مستفیض ہوتے رہے۔ ۱۹۹۶ء میں جب بندہ نے میٹرک کا امتحان دے کر جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں درجہ اولیٰ میں داخلہ لے لیا، تو اسی سال کے دوران حضرت مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحبؒ نوّر اللّٰہ مرقدہ پر ۹؍اکتوبر کو نماز کے فجر کے دوران فالج کا حملہ ہو گیا، جب لقوہ اور فالج کی وجہ سے زبان بند ہوگئی اور حضرت مفتی صاحبؒ درس دینے سے قاصر ہوگئے اور مجبورًا اپنے گاؤں زروبی میں رہنے لگے، تو دارالعلوم حقانیہ میں آپؒ نے تدریسی خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپؒ کی زیر تدریس کتابیں ترمذی جلد اول اور بخاری جلد ثانی رہیں۔ آپؒ ان گنت صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک تھے۔ آپؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام اعصابی عوارض، علالت اور ضعف ونقاہت میں گزارے لیکن اس دوران بھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ اپنا رشتہ استوار رکھا اور بیماری کے دوران تکالیف برداشت کر کے درس وتدریس میں مشغول اور منہمک رہے۔ مسند حدیث جیسے اہم منصب کے لئے خداوند قدوس نے جن نابغۂ رجال ہستیوں کا انتخاب کیا اس کہکشاں میں میرے انتہائی محبوب شیخ کی ہستی بھی تھی۔ آپؒ نے ہمیں ذوق حدیث سے آشنا کیا۔ آپ کے درس حدیث کے زمزمے تاحیات ہمارے کانوں میں گونجتے رہیں گے۔ درحقیقت مسند حدیث کی رونق اور زیب اور زینت آپؒ ہی سے وابستہ تھی۔ آپؒ نے دارالعلوم حقانیہ میں مسند حدیث کے عظیم محدث ہونے کی حیثیت سے احادیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اور درس وتدریس میں مشغول ہو کر اطراف واکناف کے ہزاروں طلباء کرام کو علوم نبویہ سے سیراب کیا۔

مجاہدانہ حیثیت

آپؒ عالم اسلام کے عظیم مجاہد تھے۔آپؒ کے جہادی کارنامے روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔آپؒ نے ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود بنفس نفیس جہاد افغانستان میں عملی کردار ادا کیا۔مختلف مواقع پر محاذ جنگ پر حاضر ہوکر طالبان افغانستان کی رہنمائی فرمائی۔آپؒ فرماتے ہیں کہ علماء افغانستان نے جب روسی استعمار کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو اس وقت جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھنے کے دوران ہمارے شیخ ابوبکر جزائری نے دوران درس کہا! کہ علماء افغانستان دیوانے ہیں۔روس ایک عظیم سپر طاقت ہے اس سے امریکہ اور سب حکومتیں ڈرتی ہیں اور ان علماء کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ دولت ہے، یہ اس بیل کی مانند ہے جو پہاڑ سے اپنے سینگ ٹکرا کر اپنے سینگوں کو پاش پاش کردے گا۔مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان کمزور مجاہدین کو اس عظیم سپر پاور پر غالب کردیا تو اس نے فرمایا: کہ واقعی مجاہدین کیساتھ اللہ تعالیٰ کی اعانت ونصرت شامل حال رہتی ہے۔آپؒ نے فرمایا کہ جہاد کا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جہاد جاری رہنے کے ساتھ ہی غنائم اور غلاموں کا سلسلہ بھی جاری رہے گا، لہٰذا مدرسین حضرات اور دیگر اہل علم سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان مسائل کو پس پردہ ڈالنے کی بجائے ان مسائل پر خوب سیر حاصل بحث کریں، عوام الناس کو ان مسائل سے خبردار کریں، تاکہ ان میں جذبہ جہاد بیدار ہوجائے اور جہاد ہی کی بدولت دنیا کے کونے کونے میں شعائر اسلام زندہ ہوں گے۔

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحبؒ کے ساتھ صحبت ورفاقت

آپؒ کو حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ مدت دراز تک صحبت و رفاقت نصیب ہوئی تھی۔جب حضرت مفتی صاحبؒ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بعہدہ تدریس جلوہ افروز ہوئے تو یہ عنفوان شباب تھا، ان کا منور چہرہ سیادت و سعادت کے آثار سے معطر ومنور تھا اور اس عہد میمون میں جامعہ اسلامیہ کا ماحول، درودیوار، عظیم الشان فقید المثال علماء ربانیین سے منور تھا۔بعد میں جب حضرت مفتی صاحبؒ استاذ المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ بانی ورئیس دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ میں تدریسی منصب پر فائز ہوئے، تو آپؒ کو بہت قریب سے ان کے سنن نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سلوک وبرتاؤ، سیرت وکردار، نہایت ہی سادہ وضع قطع، سادہ لباس، متانت ووقار کی زندگی نے حد درجہ متاثر کیا۔آپؒ فرماتے تھے کہ بندہ کو بفضلہٖ تعالیٰ بارہا حج کی سعادت نصیب ہوئی مگر حضرت مفتی صاحبؒ کے ظل سیادت وسعادت میں جو وجد اور کیف نصیب ہوا، وہ تادم حیات آنکھوں کے سامنے رہے گا۔آپؒ کو تین بار حجاز مقدس میں حضرت مفتی صاحبؒ کی سنگت ورفاقت کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔پہلی بار ۱۹۷۳ء میں جب آپؒ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا تھا، دوسری بار جب حضرت مفتی

صاحبؒ حج کیلئے تشریف لے گئے ،تو آپؒ مدینہ منورہ میں موجود تھے اور حضرت مفتی صاحبؒ کو مدینہ منورہ کے تمام مقامات مقدسہ پر لے گئے تھے۔ تیسری مرتبہ حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ نے جو بعثۃ الحج الافغانیہ کو حضرت مفتی صاحبؒ کی سرپرستی میں بھیجا تھا، اس میں بھی آپؒ شریک رہے۔

مہمان نوازی وسخاوت

مہمان نوازی اور سخاوت میں آپؒ اپنی مثل آپ تھے۔خودداری آپؒ میں کھوٹ کھوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تنگدستی کے باوجود اپنی ضرورت کسی کے سامنے ظاہر نہیں کی اور نہ فقیری کا سودا کیا۔اپنے محدود وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزاری۔اقرباء، رشتہ داروں اور طلباء کرام وغیرہ سے حسن سلوک کے قائل تھے۔مہمان نوازی چونکہ پٹھانوں کا شعار تھا۔آپؒ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ جو زائرین ملاقات کیلئے جس وقت بھی آتے ،تو ان کی مہمان نوازی کرتے اور اچھی چیزوں سے مہمان کی تواضع کرتے۔آپؒ جود وسخا میں اپنی مثل آپ تھے۔ایک دفعہ ایک طالب علم آپؒ کے پاس آیا اور عرض کیا: کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے چند ایام مدرسہ کے اسباق میں حاضر نہیں ہوسکا، جس کی وجہ سے میری غیر حاضری پر مدرسے نے غیر معین مدت تک میرا کھانا بند کردیا ہے۔آپؒ نے جب اس طالب کا عذر سنا تو العذر عند کرام الناس مقبول کے مصداق کے مطابق آپؒ نے نہ صرف اس کا عذر قبول کیا بلکہ اپنی جیب سے پیسے دے کر فرمایا کہ اس پر اپنے لئے کھانے کا بندوبست کرو،اور اگر یہ پیسے ختم ہوجائیں تو مجھ کو اطلاع کردینا، اور پیسے دے دوں گا۔

تحریر وتصنیف

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو تدریسی فرائض کی شہرہ آفاق مقبولیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتألیف کے ملکہ راسخہ سے بھی نوازا تھا۔آپؒ کی تحریروں میں سلاست، روانگی، شگفتگی کا امتیازی رنگ پایا جاتا ہے۔آپؒ کی تحریروں میں، تصنیف وتألیف میں اور مضامین کی بے ساختگی میں عالمانہ رنگ غالب تھا۔ جو آپ کی تصانیف میں جھلکتا ہے

موت العالِم موت العالَم کے مصداق آپؒ کی وفات عالم اسلام کیلئے عظیم داہیہ ہے۔آپؒ بھی ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے، جو زندگی بھر ہزاروں پردوں میں چھپے رہنے کے باوجود بھی ظاہر اور نمایاں رہتے۔آپؒ کے انتقال کی خبر نے پورے علمی حلقہ کو سوگوار بنادیا......

رونقیں لے گئے ہیں محفل کی　　　　انجمن سے وہ کیا گئے کیفی

ایک سچے باعمل عالم دین کی پہچان اس کے جنازے سے عیاں ہوتی ہے۔آپؒ کی جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے ملک کے کونے کونے سے علماء کرام ،طلباء کرام، زعمائے ملت اور ہزاروں متعلقین ومریدین کے قافلے جوق درجوق وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے تھے۔اللہ تعالیٰ حضرت شیخ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اللّٰھم ارحمہ رحمۃ واسعۃ واسکنہ فسیح جنانہ وامطرہ شآبیب غفرانہ۔